رجسٹرڈ نمبر انگلشیہ

رجسٹرڈ نمبر (۱۰۸) آصفیہ

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

ہفتہ وار مملکت

اڈیٹر: میر حسن الدین۔ بی اے، ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سہ ماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

شرح چندہ
سالانہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
ششماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
سہ ماہی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

قیمت فی پرچہ (۲/)

جلد (۵) | ۲ر خورداد ۱۳۵۵ف | ۳ر جمادی الاول ۱۳۶۵ھ | ۶ر اپریل ۱۹۴۶ء روز شنبہ | نمبر (۵۱)

مشرق وسطیٰ میں دول عظمیٰ کی کشمکش

فلسطین سے روس کی دلچسپی

برطانوی امریکی کمیشن نے متعلقہ فلسطین میں تحقیقات کی ہے اس کی جو رپورٹ کا تصور ہے کہ اس کمیشن کی تحقیقات کے نتائجات کس نے عربوں کو نظرانداز کر کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش یہودیوں میں ہیجان برپا ہے۔ روس کا یہ تبصرہ بے مقصد نہیں ہے۔ روس ان جذبات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے جو مشرق وسطیٰ میں برطانیہ کے خلاف پائے جاتے ہیں اس لئے یہ کوئی تعجب خیز بات نہیں کہ برطانوی امریکی کمیشن کے خلاف روس احتجاج کر رہا ہے اس کمیشن کا مقصد یہ دریافت کرنا ہے کہ جو یہودی فلسطین بسانا چاہتے ہیں اور وہ کہاں تک زندگی بسر کر سکتے ہیں اس طرح گویا یہاں کے یہودیوں میں کشمکش شروع ہوگی۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران میں عربوں کو ترکوں کے خلاف شریک ہونے کی ترغیب دی گئی عربوں نے اس غلطی وعدہ کے عہد و پیمان کے ساتھ شرکت کی کہ جنگ کے بعد انہیں آزادی دی جائے گی لیکن جب جنگ ختم ہو گئی تو اس وعدہ کو فراموش کر دیا گیا۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد فلسطین کو برطانوی انتداب کے تحت رکھا گیا اس کی توثیق جمعیت اقوام نے جولائی ۱۹۲۲ء میں کر دی۔ نومبر ۱۹۱۷ء میں اعلان بیلفور شائع ہوا تھا جس میں بتلایا گیا تھا کہ حکومت عظمیٰ کی حکومت یہودیوں کے لئے فلسطین میں قومی وطن تشکیل دینے کی کوشش کرے گی۔ گزشتہ ۱۹۲۰ء میں متحدہ نے اس اعلان کی توثیق کی۔ برطانیہ کو یہودیوں سے اس قدر ہمدردی کیوں ہو گئی یہ اس کا جواب بعض دفعہ انسانی جذبات ہے۔

برطانیہ فی الوقت اس بات کیلئے تیار نہیں ہے کہ مشرق وسطیٰ میں اپنے اثرات کو زائل ہوتا ہوا دیکھے۔ دوسری طرف سوویٹ روس اپنے تحفظ کے لئے اپنے گرد و پیش دوستانہ حکومتیں چاہتا ہے۔ مختصر یہ کہ مشرق وسطیٰ میں برطانیہ اور روس کے تعلقات پیچیدہ ہو چلے ہیں۔

ہر مسئلہ کو جو مشرق وسطیٰ میں پیدا ہوتا ہے اسی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔

عربوں کی قومی تحریک کی ترقی کے ساتھ ساتھ مشرق وسطیٰ کی سیاست کا رخ بھی بدل گیا ہے۔ عربوں کی قومی تحریک نے اب عرب لیگ کی صورت اختیار کر لی ہے عرب ممالک کا ایک میثاق ۲۲ر مارچ ۱۹۴۵ء کو بمقام قاہرہ عمل میں آیا ہے۔ انہی ایام یادداشت میں جو صدر امریکہ اور مسٹر چرچل کو روانہ کی گئی تھی عرب لیگ نے مطالبہ کیا ہے کہ فلسطین پر سے انتداب برخاست کر دیا جائے اور فلسطین کو ایک آزاد عرب مملکت کی صورت دی جائے۔

برطانوی امریکی کمیشن کی تشکیل میں چونکہ سوویٹ روس کو دعوت شرکت نہیں دی گئی تھی اس لئے روس نے حالات کی تحقیقات کیلئے ایک سہ فریقی کمیشن کی تشکیل کی تجویز کو ماسکو نے مسترد کر دیا۔

برطانیہ نے عرب لیگ کی تشکیل سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ اس لیگ کی تشکیل سے پہلے مسٹر ایڈن وزیر خارجہ برطانیہ نے اس خیال کی تائید کی۔ برطانیہ نے خیال کیا کہ وہ اس لیگ کے ذریعہ شام اور لبنان پر اپنا اثر قائم کر کے وہاں کے فرانسیسی اثرات میں مزاحمت پیدا کر سکے گا۔ لیکن سوویٹ روس بھی خاموش نہیں اور فلسطین کو خانہ جنگی

نہیں رہا۔ عربوں کی قومی تحریک نے سامراجی طاقت کا آلۂ کار بننے سے انکار کر دیا۔ فلسطین میں یہودی وطن تشکیل دینے کی برطانوی خواہش کا مقصد فلسطین میں ایک السٹر پیدا کرنا ہے۔ عرب فلسطین کی تقسیم پر آمادہ نہیں ہیں۔ اور دوسری طرف یہودیوں کے جذبات اس قدر ہیں کہ اعلان بیلفور کو منسوخ کرنا آسان نہیں معلوم ہوتا۔ فلسطین میں موجودہ بے چینی اسی کا نتیجہ ہے۔ یہ بات اب کوئی راز نہیں ہے کہ فلسطین میں اس وقت پچاس لاکھ سے کچھ زیادہ یہودیوں کی آبادی ہے۔ اس نے تیس ہزار کی ایک خفیہ فوج تیار کر لی ہے۔ اگر برطانیہ فلسطین کو تقسیم کرنے کا اقدام کرے تو خانہ جنگی یقینی ہے۔ دوسری صورت میں خانہ جنگی سے برطانوی تسلط برقرار رہتا ہے۔

اگر عرب برطانوی تسلط سے آزادی چاہتے ہیں تو انہیں یہودیوں سے کوئی سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔ اور یہودیوں کا انحصار بھی برطانوی تسلط کو ہٹا سکتا ہے۔ فلسطین میں یہودیوں کا قومی وطن تشکیل دینے سے یہودیوں کے مسائل حل نہیں ہو سکتے۔ صیہونیت دراصل ہیں۔ عرب اور یہودی ان مفادات کے ساتھ کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں فلسطین کو ایک آزاد عرب مملکت نہ بنایا جائے جس میں یہودی اپنی زندگی بسر کر سکیں۔ اس طرح عالمی مفادات کا تحفظ کیا جا سکتا ہے۔

مملکت ہفتہ وار

۲ خورداد ۱۳۵۵ف

حیدرآباد سے متعلق چند حقائق

گذشتہ ہفتہ ہم نے اپنے اداریہ میں بتلایا تھا کہ حیدرآباد کے مسائل کا صحیح حل اسی وقت دریافت کیا جا سکتا ہے جبکہ ان مسائل کو خواہ وہ داخلی ہوں یا خارجی فرقہ وارانہ تعصبات سے علحدہ سمجھا جائے۔ ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ برطانوی ہند کے ہندو لیڈروں میں پنڈت جواہر لال نہرو بھی شامل ہیں کچھ تو غلط فہمیوں کے تحت اور کچھ فرقہ وارانہ تعصب کے زیر اثر حیدرآباد کے مسائل کو نہ تو صحیح روشنی میں دیکھتے ہیں اور نہ انہیں صحیح روشنی میں پیش کرتے ہیں۔ برطانوی ہند کے ہندو لیڈروں اور اخبارات کو غلط فہمیوں میں مبتلا رکھنے کی ذمہ داری بڑی حد تک بعض مقامی ہندو لیڈروں پر عائد ہوتی ہے جو دانستہ جھوٹ بولنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اس جھوٹے اور بے بنیاد پروپگنڈے کا نتیجہ یہ مترتب ہوا کہ حقائق پر پردہ پڑ گیا۔ اور جب حقائق نظر سے اوجھل رہیں تو صحیح فیصلہ ناممکن ہے۔ اس لئے ہم نے عرض کیا تھا کہ حکومت سرکار عالی کا پہلا فرض یہ ہونا چاہیے کہ وہ برطانوی ہند کے ہندو نیز آیندہ قائم ہونے والی مجالس دستور ساز کے ارکان کو اور ہندوستان کی رائے عامہ کو حقائق ذیل سے اچھی طرح واقف کرا دے۔

(۱) یہ کہ حیدرآباد کی حکومت نے کبھی ممالک محروسہ کے غیر مسلم باشندوں کے ساتھ مذہب کی بنیاد پر پالیسی اور نہ کبھی ظلم و زیادتی روا نہیں رکھی۔

(۲) یہ کہ حکومت کا نقطہ نظر اور اس کا مسلک ہمیشہ رعایا کی فلاح و بہبود رہا ہے۔

(۳) باشندگان حیدرآباد کو وہ سارے شہری حقوق حاصل ہیں جو کسی متمدن اور مہذب حکومت کے تحت حاصل ہو سکتے ہیں۔ جب ان حقوق کا بیجا اور خطرناک استعمال ہونے لگا تو ان حقوق کے استعمال سے متعلق قواعد و ضوابط مرتب کئے گئے۔ اس کے باوجود ممالک محروسہ سرکار عالی میں جتنے جلسہ ہائے عام اور کانفرنسیں منعقد ہوتی ہیں جتنے جلوس نکالے جاتے ہیں ان کی نظیر برطانوی ہند کے کسی مماثل رقبہ میں شاذ ہی ملے۔ یہاں سیاسی اداروں کے قیام پر کوئی بندش نہیں چنانچہ ہر روز ایک نیا ادارہ جنم لیتا ہے اور ایک نیا فتنہ کھڑا کر دیتا ہے۔ صحافتی آزادی اور مطابع کے متعلق یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ کوئی غلط بیانی ایسی نہیں جس کا ارتکاب حکومت کے نقاد نہ کرتے ہوں اور کوئی الزام ایسا نہ ہوگا جو آیندہ کیلئے اٹھا رکھا گیا ہو۔ حکومت کی رواداری کہئے یا ناعاقبت اندیشی کہ اپنے کٹر مخالفین کو بھی اس کی اجازت دیتی ہے کہ وہ گاؤں گاؤں اور گھر گھر پھر کر حکومت کے خلاف منافرت کے جذبات پھیلائیں۔ ان تمام چیزوں کے باوجود اس کو حکومت کی عالی ظرفی کہنا چاہئے کہ وہ انہی حضرات سے ہر اہم معاملہ میں مشورہ کرتی ہے اور ان کی رائے کے مطابق عمل کرتی ہے۔ قدیم حیدرآبادی حکومت کی اس پالیسی کو بیجا مرعوبیت، ناعاقبت اندیشی اور خود کشی سے تعبیر کرتے ہیں لیکن جدید حیدرآبادی اس مسلک کو ترقی پسندی، رواداری، زمانہ کا ساتھ دینا وغیرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن پنڈت جواہر لال نہرو اپنے ہر بیان میں نظام حیدرآباد کے خلاف زہر اگلتا ہے۔ اس لئے ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ہندوستان کے "ترقی پسند عناصر" کی فہرست میں ان کا نام اونچا رہے۔

(۴) گو حیدرآباد کا حکمران خاندان مسلمان ہے لیکن اس بناء پر مسلمانوں کے ساتھ امتیازی سلوک روا نہیں رکھا گیا چنانچہ ہر آنکھ والا دیکھ سکتا ہے کہ حیدرآباد کے بیس لاکھ مسلمانوں میں سے (۱۶) لاکھ افلاس، تنگ دستی جہالت اور امراض کا شکار ہیں جب ماہرات ان سے ہندو اور مسلمان برابر کا تمتع کر رہے ہیں۔ نیز سرکاری عہدوں کا بھی یہی حال ہے۔ ہر گاؤں کے دیہی عہدہ دار سب کے سب ہندو ہیں جن میں اکثریت برہمنوں کی ہے اور یہی گاؤں کے کرتا دھرتا ہیں۔ ہر تحصیل میں عہدہ داروں کی اکثریت برادران ہنود پر مشتمل ہے تحصیل کی باگ ڈور انہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ گرداوروں کی اکثریت جن کا رعایا سے قریبی تعلق ہوتا ہے ہندو ہے۔ دفاتر ڈویژن اور ضلع میں بھی عملہ میں تخمیناً (۶۰) فیصد ہندو ہوتے ہیں۔ محکمہ جات تعمیرات، ریلوے، دارالضرب، تنقیح تعمیرات، بندوبست، تعلیمات، ڈرینج، آبرسانی، اصلاع دیہات، لوکل فنڈ، طبابت، علاج حیوانات کے عہدہ داروں اور عمال میں برادران ہنود کا تناسب کافی بڑھا ہوا ہے۔ اس کے باوجود دنیا بھر میں یہ پروپگنڈا کیا جاتا ہے کہ ہندو حیدرآباد کی ایک مظلوم قوم ہے۔

(۵) حکومت سرکار عالی نے رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے جو کام انجام دئے ہیں ان کا اعتراف تو کجا ان کا تذکرہ کرنا بھی برطانوی ہند کے ہندو لیڈروں اور اخبارات کے نزدیک گناہ ہے۔ اگر کوئی غیر جانبدار شخص ان امور پر نظر ڈالے تو اسے حیدرآباد کے نظم و نسق میں ایسی ساری چیزیں ملیں گی جو ہر لحاظ سے قابل تعریف ہیں لیکن چونکہ یہ چیزیں حیدرآباد میں پائی جاتی ہیں اس لئے قابل ذکر نہیں۔ صرف خامیوں کو اچھالا جاتا ہے اور خوبیوں پر پردہ ڈالا جاتا ہے۔

حیدرآباد سے متعلق رائے

قدم کرنے یا حیدرآباد کے مستقبل کے مسئلہ پر غور کرنے سے قبل یہ ضروری نہیں کہ ہمارے مخالفین کی پوزیشن ان کے نقطۂ نظر اور ان کی جتوں کا جائزہ لیا جائے اگر ان کے بیانات اور ان کے پروپگنڈے کے اثر کے تحت مستقبل سے متعلق فیصلے کئے گئیں تو وہ نہ تو صحیح ہو سکتے ہیں اور نہ قابل قبول۔

لیکن حکومت حیدرآباد کو ان سارے ناموافق حالات کے باوجود صحیح نقطۂ نظر اختیار کرنا چاہئے اور ہمیں مسرت ہے کہ نواب صدر اعظم بہادر نے اپنے حالیہ صحافتی بیان میں صحیح نقطۂ نظر پیش فرمایا ہے۔ مثلاً صدر اعظم کا یہ ارشاد کہ حیدرآباد برطانوی ہند کی سیاسی ترقی کی راہ میں مزاحم نہیں ہوگا۔ حیدرآبادیوں کے جذبات کے مطابق ہے۔ آپ کا یہ ارشاد بالکل درست ہے کہ:-

ملک کے داخلی حالات اور بیرونی صورت حال دونوں اس امر کے مقتضی تھے کہ ہندوستان کے دستوری مسئلہ کا حل جلد از جلد دریافت کیا جائے۔ اگر اس موقع پر سب تعاون و خیر سگالی کے جذبہ کے ساتھ کام کریں تو مجھے یقین ہے کہ خاطر خواہ حل برآمد ہو سکے گا۔۔۔۔۔۔

صرف یہی نہیں کہ ہم برطانوی ہند کی جائز تمناؤں میں مزاحم نہ ہونگے جو سیاسی اداروں اور جمہوری آزادیوں سے متعلق ہیں بلکہ ہمیں اس سے زیادہ کسی اور بات سے خوشی نہ ہوگی کہ وہ آزادی کو حاصل کریں

وقت میں حاصل ہو جائے۔

نواب صدر اعظم بہادر کا یہ ارشاد کہ دستوری اصلاحات کی اسکیم کو مناسب ترمیمات کے ساتھ جلد نافذ کر دیا جانا ایک صحیح اقدام ہے۔ منتخبہ ارکان کی اکثریت ہوگی اور مقننہ کے اختیارات میں بھی توسیع ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اعلان کا یہ جزو اس مراسلت اور گفت و شنید کا نتیجہ ہے جو حکومت اور مقامی لیڈروں کے مابین چند ماہ سے جاری ہے اور ہمیں امید ہے کہ یہ اعلان حیدرآباد کے ہندو پبلک کارکنوں کی طمانیت کا باعث ہوگا۔ جیسا کہ نواب صدر اعظم بہادر نے فرمایا:-

ہم نے تصفیہ کیا ہے کہ اصلاحات کی اسکیم کو مناسب ترمیمات کر کے جلد از جلد نافذ کر دیا جائے۔ ایسا کوئی دستور نہیں ہے جس میں خامیاں نہ پائی جائیں اور ایک مرتبہ اسے بروئے کار لانے کے بعد اس میں ہمیشہ اصلاح کی گنجائش رہتی ہے۔ کسی دستوری اصلاح کو روکا نہیں جا سکتا جس طرح کسی بچہ کو بتدریج بڑھنے اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے، گوشت اور خون پیدا کرنے اور عقل و نظر کی قوت حاصل کرنے سے نہیں روکا جا سکتا۔

اگر اس اعلان کے باوجود یہ قائدین اپنی ضد پر قائم رہیں تو ہمارے اس خیال کی توثیق ہوگی کہ وہ آئینی حکومت نہیں چاہتے بلکہ اپنی حکومت چاہتے ہیں۔

جماعت اتحاد و ترقی برطانوی کابینی وفد کو یادداشت

حیدرآباد ۲۰ اردی بہشت۔ جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ کا جلسہ ڈی ایس جی اناالیہ صاحب کی صدارت میں ۲۰ اردی بہشت کو شام کے ۵ بجے بمقام بیت الاکبر سیف آباد منعقد ہوا۔ مجلس عاملہ کے ایک طویل اجلاس کے بعد حسب ذیل قرارداد بالاتفاق آراء منظور کی گئیں:-

جماعت اتحاد و ترقی کی مجلس عاملہ اپنی اس یادداشت کی جو قبل ازیں پارلیمانی وفد کی خدمت میں روانہ کی گئی تھی مزید توثیق کرتی ہے۔ اور جناب صدر کو مجاز کرتی ہے کہ اس یادداشت کی ایک کاپی برطانوی کابینی وفد کی خدمت میں روانہ کریں اور اس وفد سے اراکین جماعت کی ملاقات کی خواہش ظاہر کریں۔

"مجلس عاملہ محسوس کرتی ہے کہ حیدرآباد کی آئینی حیثیت اور سیاسی و اقتصادی حالات پر مشتمل جو یادداشت تیار کی گئی ہے اس کو ہر حیدرآبادی کی تائید حاصل ہے جو کہ ہندوستان کے بدلتے ہوئے حالات میں مملکت حیدرآباد کی آئینی حیثیت اور اقتصادی موقف کی کما حقہ حفاظت ہو سکے اور ہنود کے جو مطالبات ہیں ان کو زیادہ سے زیادہ مؤثر بنایا جا سکے"۔

انتخابات مقننہ

مجلس عاملہ اتحاد و ترقی نے بالاتفاق آراء طے کیا کہ آئندہ انتخابات مقننہ میں حصہ لینے کے متعلق حسب ذیل ارکان کی کمیٹی تشکیل دی جائے جو اس خصوص میں ضروری تجاویز مرتب کر کے پیش کرے تاکہ آئندہ انتخابات میں حیدرآبادی مفاد کی کما حقہ حفاظت کی جا سکے:-

ڈی ایس جی اناالیہ صاحب، راجہ کرن سنگھ صاحب، مولوی حسن الدین صاحب، مولوی عبداللہ باشاہ صاحب، نواب میر اکبر علی خاں صاحب، راجہ بخشی پرشاد صاحب، نواب میر امیر علی خاں صاحب، مولوی محمد علی صاحب موسوی، مسٹر شیام سندر، نواب مردان علی خاں صاحب۔

غذائی مسائل

مجلس عاملہ جماعت اتحاد و ترقی کا یہ جلسہ بالاتفاق آراء حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت جہاں پناہی نے غذائی مسائل کے سلسلہ میں جو شاہانہ فیاضی فرمائی ہے وہ باعث صد تشکر و امتنان ہے۔

حالات حاضرہ کا یہ تقاضہ ہے کہ حکومت سرکار عالی غذائی مسائل کے سلسلہ میں انتہائی احتیاط سے کام کرے اور ایسی ہی صورتوں میں غلہ برآمد کرے جب کہ ممالک محروسہ سرکار عالی کی ضروریات کی مناسب طور پر پابجائی کی جائے۔ جسمانی محنت کرنے والوں کے مقررہ (۸) چھٹانک میں مزید (۲) چھٹانک کا اضافہ کیا جائے۔

پبلک کا فرض ہے کہ وہ غذا کے استعمال میں انتہائی احتیاط سے کام لے اور حکومت کے ساتھ تعاون کر کے ذخیرہ اندوزی اور نفع خوری کی تحریک میں عملی توجہ دے اور غذائی حکمت عملی کو کامیاب بنائے۔

کل ہند غذائی کونسل

کل ہند غذائی کونسل میں شرکت کیلئے نواب میر اکبر علی خاں صاحب بیرسٹر ۲۰ اردی بہشت کو [illegible] دہلی جا رہے ہیں۔ [illegible] حکومت ہند کی جانب سے [illegible] انتخابات [illegible]

وزارتی مشن کی تجاویز

معاصر "نیا زمانہ" کا انکشاف

برطانوی حکومت کا وزارتی مشن ۲۳ مارچ کو ہندوستان پہنچ گیا ہے اور اب سیاسی لیڈروں سے بات چیت کرنے والا ہے۔ یہ مشن ہندوستان کے لیے کیا تحفہ لایا ہے؟ ابھی تک برطانوی حکومت نے ہندوستان کے متعلق اپنی تجویزوں کا اعلان نہیں کیا ہے لیکن معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کانگریسی لیڈروں کو یہ تجویزیں آج سے کئی مہینے پہلے گزشتہ دسمبر میں بتا دی گئی تھیں۔ "نیا زمانہ" پڑھنے والوں کو یاد ہوگا کہ پچھلے دسمبر میں کلکتہ میں کانگریس کی مجلس عاملہ کا جلسہ ہوا تھا اس اجلاس کے دو دن پہلے گاندھی جی مسٹر آر۔ جی کیسی سے اور پھر لارڈ ویول سے بھی ملے تھے۔ مسٹر کیسی اس وقت بنگال کے گورنر تھے اور انہوں نے گاندھی جی کے سامنے برطانوی حکومت کی نئی تجویز پیش کی تھی۔

یہی تجویزیں اب وزارتی مشن کے ذریعہ باقاعدہ طور پر پیش کی جا رہی ہیں لیکن وہ تجویزیں ہیں کیا؟

ہماری اطلاع کے مطابق یہ تجاویز ایسی ہیں جن کے ذریعہ سے ہندوستان کے دستور کا فیصلہ کیا جائے گا اس کی تین بڑی خصوصیتیں یہ ہیں۔

(۱) کانگریس اور والیان ریاست میں سمجھوتہ ہو جائے۔ (۲) برطانوی ہند کے ان علاقوں کو ملا کر جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ان کی ایک علیحدہ "ریاست" بنا دی جائے (۳) ایک مرکزی حکومت قائم کی جائے جس کے اختیار میں دفاع، تجارت اور امور خارجہ کے مسائل ہوں، اس حکومت میں ہندوستانی اور انگریزوں دونوں کا ساجھا ہو اور اسی بنیاد پر انگریزی فوجیں ہندوستان میں موجود رہیں۔ "اس حکومت اور ان فوجوں کا مقصد یہ ہوگا کہ جنوبی ایشیا میں سوویت یونین کے خلاف ایک زبردست محاذ قائم کرنے کے لئے ہندوستان کو ایک بڑا مرکز بنایا جائے۔

انگریزی حکومت نے کہا ہے کہ اگر یہ شرطیں مان لی جائیں تو وہ ہندوستان کی آزاد حیثیت تسلیم کر کے اس آزاد ہندوستان کے ساتھ صلح کرے گی۔

بات چیت کے دوران میں حکومت کے نمائندوں نے کانگریسی لیڈروں کو سمجھایا کہ سوویت کی ملک گیری کی ہوس کی وجہ سے ہندوستان کے لئے بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اور اس خطرہ کا سامنا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انگریزی فوجیں ہندوستان میں رکھی جائیں اور دفاع کا محکمہ پوری طرح ہندوستانیوں کو نہ سونپا جائے بلکہ اس پر انگریزوں کا اختیار قائم رہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہی نکتہ سمجھانے کے لئے ایک بڑا فوجی ماہر بھی اس بات چیت میں شریک تھا اور اس نے بڑی تفصیل سے بتایا کہ "روسی خطرہ" کا مقابلہ کرنے کے لئے ہندوستان میں کونسی دفاعی تدبیریں اختیار کرنی ہوں گی۔

معلوم ہوتا ہے کہ کانگریسی لیڈروں نے اپنی طرف سے حکومت کو یقین دلایا ہے کہ اگر حکومت نے کانگریس سے دوستانہ سمجھوتہ کر لیا تو پھر وہ ہندوستان میں یہ سوال نہیں اٹھنے دیں گے کہ انگریزی فوجیں ہندوستان سے ہٹائی جائیں اور وہ جمہوری دور کے بہانے سے کم از کم دس برس تک ان کا یہ بیان ... رکھتی ہیں چنانچہ "ہندوستان چھوڑ دو" کے ظاہری مطالبہ کے باوجود آج تک کسی کانگریسی لیڈر نے یہ مطالبہ نہیں کیا ہے کہ انگریزی فوجوں کو ہندوستان سے واپس جانا چاہیے۔ کانگریسی لیڈروں نے یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یوں تو کانگریس عدم تشدد کو مانتی ہے لیکن اس کو دفاع کی ضرورت کا ہمیشہ احساس رہا ہے۔ اور سوویٹ اثرات کو دور کرنے کے لئے انگریزوں سے تعاون کرنے میں لیڈروں کو کوئی تکلف نہ ہوگا۔ بشرطیکہ برطانیہ دوسری پارٹیوں مثلاً مسلم لیگ اور اچھوت فیڈریشن وغیرہ کی مانگ کو ٹھکرا کر کانگریس کے مخصوص نقطہ کو تسلیم کرے اسی رویہ کے مطابق اس مرتبہ مرکزی اسمبلی میں بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے دفاع کے پہلو پر مسٹر آصف علی کا لہجہ بالکل بدلا ہوا تھا انہوں نے نہ صرف حکومت کی دفاعی پالیسی سے اتفاق کیا اور زیادہ جہازوں کا مطالبہ بلکہ حسب ذیل الفاظ میں "روسی خطرہ" کی طرف بھی اشارہ کر دیا۔

"ہندوستان کے شمال و مغرب میں جو واقعات ہو رہے ہیں ان کے پیش نظر بے فکری سے بیٹھے رہنے کی بالکل گنجائش نہیں رہی ہے۔"

حکومت نے اس امر کی بھی وضاحت کر دی ہے کہ جب تک والیان ریاست سے کوئی معاہدہ نہ ہوگا اس وقت تک کوئی سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ یاد ہوگا کہ ابھی حال ہی میں پنڈت نہرو نے اسٹیٹس پیپلز کانفرنس کی صدارتی تقریر میں اعلان کیا کہ والیان ریاست کے متعلق ہمارا رویہ دوستانہ ہونا چاہیے اور ہمیں ان کو مل جل کر کام کرنے کی دعوت دینا چاہیے۔

مختلف اخباروں کے نامہ نگاروں نے بار بار یہ ذکر کیا ہے کہ برطانوی حکومت پروفیسر کوپ لینڈ کی تجویز کے مطابق ہندوستان کے تین حصے کرنا چاہتی ہے۔ ایک تو ہندوستانی ریاستوں کا وفاق ہوگا۔ دوسرا اسلامی اکثریت والے علاقوں کا وفاق ہوگا اور تیسرا ہندوستان کے بقیہ علاقوں کا وفاق ہوگا۔ اور ان تینوں وفاقوں کو ملا کر مرکز قائم کیا جائے گا جس پر انگریز اور رجواڑے ہوں گے —— "ہندوستان چھوڑ دو" کا نعرہ آج کل فیشن میں داخل ہو گیا ہے انگلستان کے ٹوری اور لیبر سامراجی بھی یہ نعرہ دینے لگے ہیں لیکن انہوں نے ہندوستان کے لئے جو خاکہ تیار کیا ہے اس کے مطابق اصلی اختیارات ان کے ہاتھ سے نکلنے نہیں پائیں گے

انگریز سامراجی جانتے ہیں کہ ہندوستانی عوام سے لڑ کر ہندوستان کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ اگر ایک بار ہندوستان کے لوگوں نے جدوجہد کی تو انگریزوں کو صرف ہندوستان سے نہیں بلکہ پورے ایشیا سے بوریا بستر باندھنا پڑے گا۔ یہ جدوجہد آخری جدوجہد ہوگی اسی لئے انگریز سامراجی لیبر پارٹی کے اپنے گماشتوں کے ذریعہ ہندوستان کو شیشے میں اتارنا چاہتے ہیں وہ کانگریس کے لیڈروں سے سمجھوتہ کرنا چاہتے ہیں۔ کانگریسی لیڈروں سے کہا جاتا ہے کہ ہم ہندوستان کو آزادی اور اتحاد دونوں عطا کرتے ہیں، ہندوستانیوں کے ہاتھ میں اختیارات منتقل کرتے ہیں۔ مگر ایک شرط ہے اور وہ یہ کہ تم اس دستوری تجویز کو قبول کر لو جو انگریزوں، والیان ریاست، ہندوستانی سرمایہ داروں اور مسلمانوں کے سمجھوتے سے قائم کی جائے گی۔

ہندوستان فاسسطی نقش قدم پر

یم این رائے کا بیان

۱۹۳۶ء کے نازک زمانہ میں میں نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ ہندوستان کدھر جا رہا ہے — آزادی کی طرف یا فاسسٹیت کی طرف۔ اس زمانہ میں ملک میں یہ اہم سوال پبلک کے غور و فکر کرنے والے طبقے کے آگے پیش کرتا رہا۔ میں نے اپنے اس عمل سے اکثر لوگوں کو ناراض کیا اور بجائے وطن کو یہ سمجھانے کے کہ میں ہندوستان کی آزادی سے دلچسپی نہیں رکھتا بعض لوگ جو زیادہ وطن پرستانہ نقطۂ نظر رکھتے تھے یہ خیال کرنے لگے ہیں کہ میں بلاوجہ ہندوستان کی صورت حال سے خوف زدہ ہوں۔ اب ہر شخص محسوس کرتا ہے کہ میں نے جنگ کے آغاز کے وقت جس چیز کی پیش بینی کی تھی وہ حق بجانب تھی یعنی یہ کہ ہندوستان کی آزادی کا وقت آ گیا ہے۔ سامراجیت اپنے پاؤں پر زیادہ دیر تک کھڑی نہیں رہ سکتی۔ جنگ نے سامراجیت کو بری طرح دھکا پہنچایا ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ ہندوستان آزادی سے قریب ہے۔ یا فاسسٹیت سے وہ کس سمت میں حرکت کر رہا ہے؟

اس سوال کا نظری اعتبار سے جواب دینا یہ ضروری نہیں ہے۔ انتخابات کے نتائج سے یہ افسوسناک واقعہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستان سرعت کے ساتھ فاسسٹیت کی طرف قدم اٹھا رہا ہے۔ یہ انتخابات جمہوری نہیں تھے۔ کانگریس کی ہر ... پالیسی اور عہدیداروں کی غداری کی وجہ سے یہ انتخابات نہ آزادانہ تھے اور نہ منصفانہ۔ نیم مذہبی قسم کی اپیل سے دیہی رقبوں کے باشندوں کو جو سیاسی اقتدار سے ابھی پس ماندہ ہیں حاصل کر لیا گیا۔ زمینداروں، کارخانہ کے مالکوں، عہدیداروں اور غنڈوں کے ذریعہ رائے دہندوں پر جبر کیا گیا اور بعض صورتوں میں ان کو ووٹ دینے سے باز رکھا گیا۔ رجعت پسند اور قدامت پرست عناصر اکٹھا ہو گئے اور جہاں تک بائیں بازو والی جماعت کے لیڈر کھڑے کئے گئے وہاں حب الوطنی کے نام سے تشدد برتا گیا۔

یہ خیال کہ غیر مسلم حلقہ ہائے انتخابات میں کانگریس نے سارے ملک میں انتخابات جیت لئے گمراہ کن ہے۔ اگر مساوی مواقع حاصل ہوتے تو بائیں بازو والی جماعتیں کانگریس کی ہمہ گیریت کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکتیں۔ ان جماعتوں کے خلاف دل کھول کر روپیہ خرچ کیا گیا اور اخبارات پر پروپیگنڈا کیا گیا۔ ہر ملک میں پارلیمانی جمہوریت کو اسی قسم کی مشکلات سے سابقہ پڑتا ہے لیکن ہندوستان میں غیر جانبداری اور انصاف پسندی کا فقدان انتخابات کو بالکل فاسسٹی بنا دیتا ہے۔

ان حلقہ ہائے انتخاب میں جہاں ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدوار کھڑے کئے گئے تھے، کانگریس کو اس سے کامیابی ہوئی کہ ان امیدواروں کی تائید میں ووٹ دینے والوں کا ووٹ دینے کے لئے ناممکن کر دیا گیا تھا۔ اس ترکیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اکثر لئے وہ ووٹ دینے کے اپنے حق سے محروم ہو گئے۔ کافی روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی نے چند حلقہ ہائے انتخاب میں اپنے امیدوار کھڑے کئے تھے۔ ان حلقوں میں کانگریس کو جبر و تشدد اور غنڈہ گردی کے ذریعہ کامیابی ہوئی۔

ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کے مرکزی دفتر سے جوں ہی تفصیلی اطلاعات وصول ہوں گی ایک بیان کے ذریعہ کانگریس کے انتخابی ہتھکنڈوں کی تفصیلات پبلک کی آگاہی کے لئے شائع کر دی جائیں گی۔ میں اس وقت غور و فکر کرنے والے طبقہ سے صرف ایک سوال پر غور کرنے کی درخواست کروں گا۔ اگر آزادانہ اور منصفانہ انتخابات میں بائیں بازو والی جماعت کے چند لیڈر کامیاب ہو جاتے تو اس سے ہندوستان کے نصب العین آزادی کو کیا نقصان پہنچتا؟ دوسرے الفاظ میں اگر کانگریس ملک کی اور عوام کی آزادی کی خواہشمند ہے تو اس نے بائیں بازو والی جماعتوں کا مقابلہ صاف اور واضح سیاسی و معاشی تنقیحات پر کیوں نہیں کیا؟ اس کا جواب معلوم کرنا مشکل نہیں۔ ایک آزادانہ انتخاب میں عوام کو متاثر کرنے والی تنقیحات پر مقابلہ کیا جاتا تو کانگریس کو اتنی بڑی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔ ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی دیہی رقبوں میں تیس فیصد نشستیں حاصل کر سکتی تھی اگر اس کے خلاف روپیہ صرف نہ کیا جاتا۔

انتخابات کے نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ فاسسٹیت کا خطرہ کتنا شدید ہے۔ تمام ترقی پسند اور جمہوری عناصر محسوس کرتے ہیں کہ اس خطرہ کے انسداد کے لئے کوئی قدم اٹھانا چاہئے۔ بہرصورت ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی اپنے اس عزم پر اب بھی قائم ہے جو چار سال قبل کیا گیا تھا۔ اس جماعت کے خلاف کانگریس نے جو ہتھکنڈے اختیار کئے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس جماعت نے دیہی رقبوں میں کتنا اثر پیدا کر لیا ہے۔ ہزارہا مزدوروں اور کاشتکاروں کو جبر و تشدد کے ساتھ ریڈیکل ڈیموکریٹک پارٹی کے امیدواروں کو ووٹ دینے سے باز رکھا گیا۔ یہ تلخ تجربہ مزدوروں اور کاشتکاروں میں ایک نیا عزم پیدا کرے گا۔ کانگریس نے اپنے عمل سے اپنی اصل حقیقت کو بے نقاب کر دیا ہے اور جو جماعتیں کانگریس کے اس تشدد کا شکار ہوئی ہیں وہ متحد ہو کر بدون قوت حاصل کرتی جائیں گی اور فاسسٹیت کا قبل اس کے کہ وہ سامراجیت کی جگہ لے لے مقابلہ کریں گی۔ اس طرح ہندوستان خانہ جنگی کے دروازے پر آ رہا ہے۔ حالیہ انتخابات سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک فاسسٹی قومی حکومت کے تحت پارلیمانی جمہوریت کے طریقے سرسبز نہ ہو سکیں گے۔ انتخابات کے بعد جب "غنڈہ گردی" کا دور شروع ہوگا اس سے عوام کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور جب آئندہ انتخابات ہوں گے اس وقت کانگریس کا تشدد اور اس کی ہمہ گیریت باقی نہیں رہے گی۔

[illegible]

سیاسی نمک پارے

—— از ——

کشاف

بلا تمہید:-

کانگریس کے لیڈر اس دعوے کے میں ہیں کہ وزارتی مشن پر امن طریقے سے آزادی دے دیگا دسمبر میں سابق گورنر بنگال مسٹر کیسی اور ویول سے ملنے کے بعد کانگریسی لیڈروں کی پالیسی بالکل بدل گئی، عدم تشدد پر زور دیا جا رہا ہے۔ آزاد ہند فوج کی رہائی کے لئے وہ اگلا سا جوش و خروش نہیں رہا ... یہ بات اہمیت سے خالی نہیں کہ ہندوستان چھوڑ دو چیختے رہنے کے بعد کانگریسی لیڈروں نے کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ انگریزی فوجیں ہندوستان سے چلی جائیں۔ (نیا زمانہ)

"مملکت" نے ۱۹ اردی بہشت کے اداریہ میں حادثہ شاہ منزل کے سلسلہ میں نیوز ایجنسیوں سے دریافت کیا تھا کہ:- مسلمانوں کے بیجا جوش کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش میں کتنے لیڈر زخمی ہوئے۔

جواباً ہمیں چند لیڈروں کے نام بتلائے گئے۔ اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یہ اصحاب اس لئے زخمی نہیں ہوئے کہ وہ مجمع کو اس کی حرکات سے باز رکھنا چاہتے تھے بلکہ اس لئے کہ وہ بھاگ نکلنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس اجمال کی تفصیل ہمارے سینہ میں محفوظ رہے گی تاکہ ہم پریشان نہ ہوں۔

مولوی سید محمد احسن صاحب کے ایک اخباری بیان سے ہمیں یہ معلوم کر کے بڑی مسرت ہوئی کہ صاحب موصوف نے نہ صرف پولیس وغیرہ بلکہ مسٹر گرگسن کی بھی جان بچائی ہم حکومت سرکار عالی سے پرزور سفارش کرتے ہیں کہ ہمارے اس جانباز لیڈر کو کوئی اچھا سا طلائی تمغہ عطا کرے۔ لیکن اس تمغہ کے دعویدار کئی پیدا ہو جائیں جیسا کہ ہیں تو تصفیہ قرعہ اندازی کے ذریعہ مناسب ہوگا۔

"اورینٹ پریس" کی اطلاع ہے کہ:- اگر برطانوی کابینی وفد ہندوستان کی آزادی سے متعلق کوئی تصفیہ کرنے میں ناکام رہے تو اس سے پیدا ہونے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تمام سرکاری محکمے سرگرمی سے مشغول ہیں۔ پنجاب کے اضلاع میں تمام قسم کے اسلحہ جمع کرنے جا رہے ہیں۔ اہم دستاویزات محفوظ مقامات پر پہونچا دی جائیں گی۔ پولیس کے دستوں میں اضافہ کر دیا جائیگا

توگویا برطانیہ نے ہندوستان چھوڑنے کی تیاری شروع کر دی ہے۔ سردار پٹیل کی جئے !!

جمعیت العلماء ہند کی مجلس عاملہ نے ایک قرارداد میں اس امر پر اظہار افسوس کیا ہے کہ برطانوی وزارتی وفد سے گفت و شنید کے لئے جمعیت کے کسی رکن کو مدعو نہیں کیا گیا۔ (ایک خبر)

قوم کے حق میں تو مجلس کے سوا کچھ بھی نہیں
صرف آپ کے مزے ان کی ملاقاتیں ہیں

پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنے ایک صحافتی بیان میں حسب عادت حیدرآباد کو ہدف ملامت بنایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ یہاں کوئی شہری آزادیاں تک مفقود ہیں۔ (ایک خبر)

ہم اس انتظار میں تھے کہ معاصر "پیام" جو اپنے آپ کو "حق و صداقت" کا علمبردار سمجھتا ہے اس موضوع پر ضرور قلم اٹھائے گا لیکن ہمارے ایک دوست نے یہ کہہ کر ہمیں مایوس کر دیا کہ معاصر موصوف ایک طرف پنڈت نہرو اور کانگریس ہائی کمانڈ کو ناراض کرنا نہیں چاہتا اور دوسری طرف حیدرآباد کے اعلیٰ حلقوں میں اپنا اثر قائم رکھنا چاہتا ہے چنانچہ ایسے مسائل میں اس نے جو مسلک اختیار کیا ہے وہ یہ ہے:-

اگر خواہی سلامت در سکوت است

مقامی اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ کسی تعلقہ کے ایک کارپوریشن افسر کی شادی ایک وظیفہ یاب منصف کی صاحبزادی سے ہوئی۔

اگر یہ خبر شائع نہ ہوتی تو معلوم نہیں ملک پر کیا آفت آجاتی۔

ہم نے اپنے عالیہ دور وار دیول میں

نواب صاحب چھتاری اور سر سی۔ پی۔ راماسوامی آئر کے بیانات کا تجزیہ کرتے ہوئے بتایا تھا کہ ہم ریاستوں کی آزادی کے حامی تو ہیں لیکن ... (رعیت)

لیکن ریاستوں کو کانگریس کی غلامی میں رکھنا چاہتے ہیں۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟

مسٹر رامچندر راؤ ایڈوکیٹ سکنڈ راجہ بہادر بنسی پور نے تھا ایک معرکۃ الآراء بیان کی توجیہ و تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ راجہ بہادر کے اس بیان پر حکومت کی بندشیں عاید ہیں کسی کو برا نہ ماننا چاہیئے کیونکہ ان بندشوں کی وجہ سے کم از کم ایک طبقہ کی جانب سے اس کا باقی رہنا نفس الہی خیال کیا جاتا ہے

عذر گناہ بدتر از گناہ

انجمن صحافت حیدرآباد کی مجلس عاملہ نے قاضی عبدالغفار صاحب کو صحافتی مجلس مشاورت میں دوبارہ ایک سال کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا۔ (ایک خبر)

چلو اچھا ہوا قیادت کی طرح صحافت میں بھی اجارہ داری قائم ہو گئی۔

معاصر "تاج" نے حسب ذیل اشعار شائع کئے ہیں:-

ہم آ یا ہیں تغیر کیوں کروں
کفر ہے اس کا تصور کیوں کروں
میرے بھائی کو نہ دے جو جاہ
اس کے سالے کا اقرار کیوں کروں

ان اشعار میں ایک اور شعر ہونے کی ترمیم کی ہے:-

میرے سالے کو نہ دے جو جاہ
اس کے بیٹے کا اقرار کیوں کروں

کابینی سفارت کے مقاصد

سر کرپس کی توضیحات

نئی دہلی، ۱۲ اپریل۔ آج اخباری نمائندوں سے [illegible] جب نمائندگان صحافت سے بیان [illegible] آج تک ہندوستانیوں سے جو گفتگو میں شروع [illegible] ہیں وہ مسائل سے پوری واقفیت [illegible] کے متعلق ہیں یہ گفت و شنید اس وقت [illegible] رہے گی جب تک کہ سفارت ان [illegible] قائدین اور مفادات کے نمائندوں [illegible] گفتگو نہ کر چکے گی جن سے ہندوستان [illegible] ایک متفقہ دستور کے مسئلے پر مشورت [illegible] کی جانی چاہیے۔ اس کے بعد [illegible] اہم عناصر سے مباحث کریں گے جن کا [illegible] کے فیصلے کے متعلق ایک متفقہ سمجھوتہ کیلئے [illegible] ہے کسی دوران میں وہ اپنے متعدد [illegible] دوستوں سے غیر رسمی ملاقاتیں کریں گے [illegible] ایک وجہ ساتھ [illegible] کل جناب سر شفیع [illegible] سے اپنی غیر رسمی ملاقات کا تذکرہ کیا [illegible] سر کرپس نے کہا کہ [illegible] ریاستوں کے [illegible] ہندوستانی ریاستوں کے [illegible] نمائندوں [illegible] ہے۔

سر شفیع [illegible] سر کرپس نے سفارت کی [illegible] کے متعلق [illegible]

نمایندگان صحافت سے اپیل کی وہ منتشر خبروں [illegible] اندازہ لگانے سے احتراز کریں۔

مزید اخبار نویسوں سے زور دیا کہ سفارت ہندوستان میں کسی قطعی پالیسی کے ساتھ نہیں آئی۔ انہوں نے کہا کہ ان کے ساتھ کوئی تحریری یا ذہنی منصوبہ نہیں ہے۔ سر کرپس نے کہا کہ اس چیز سے زیادہ کسی امر کو اہمیت نہ دی جانی چاہیے کہ دستوری ڈھانچے کو دونوں جانب زیادہ سے زیادہ اتفاق اور خیر سگالی کے جذبہ کے ساتھ بروئے عمل لایا جائے۔ تمام لوگوں پر یہ عظیم ذمہ داری عاید ہوتی ہے کہ وہ منتشر خبروں کی اشاعت پیدا نہ کریں۔ سر کرپس نے فرمایا کہ شخصی سے دستوری ڈھانچے سے متعلق کسی نتیجے پر پہنچنے کے لئے وہ سب کچھ کریں گے جو ان کے بس میں ہے۔

جب ایک نامہ نگار نے سوال کیا کہ آیا وہ ان وعدوں کا پاس کریں گے جو ۱۹۴۰ء میں لارڈ لنلتھگو نے کئے تھے تو سر کرپس نے جواب دیا کہ منجملہ دوسری چیزوں کے گزشتہ پانچ سال میں اقلیتوں کا موقف بدل گیا ہے اور اس سے وعدوں کے بروئے عمل لانے میں تبدیلی ہو سکتی ہے۔ اس سوال پر کہ آیا [illegible] کی بنا پر سفارت [illegible] سر کرپس نے کہا کہ ہاں اگر اس میں ہندوستانی [illegible] شامل ہو۔ اگر اس کا مطلب یہ ہے کہ برطانیہ نے صرف [illegible] کا پاس کیا ہے تو ہرگز نہیں!

سر کرپس نے تسلیم کیا کہ اگر سمجھوتہ نہ ہو سکے تو [illegible] عبوری [illegible] کرنے کا [illegible] طریقہ ہوگا [illegible]

اعلان

محکمہ معتمد سرکار عالی صیغہ رسد

نشان (۱۲۵۱) مورخہ ۱۶ اردی بہشت ۱۳۵۵ ف

بہ نفاذ ان اختیارات کے جو تحت دفعہ ۳ ضمن (۱) فقرہ (ج) دستور العمل السلطنت ذخیرہ بندی و نفع اندوزی بابتہ ۱۳۵۴ ف صدر اعظم بہادر باجلاس باب حکومت کو حاصل ہیں، بہ تنسیخ اعلان محکمہ رسد نشان (۱۰۰) مورخہ ۳۰ فروردی ۱۳۵۵ ف ذریعہ ہذا بیرون ہند ممالک سے درآمد شدہ بائیسکلوں کی حسب صراحت ذیل ان انتہائی قیمتوں کا تعین کیا جاتا ہے جن پر تاجر فروخت کر سکے گا۔

(۱) ۱۴۷ روپیہ ۰ آنہ ۰ پائی سکہ عثمانیہ (جبکہ فروخت کسی تاجر کو کی جائے)

(۲) ۱۶۵ - ۶ - ۰ سکہ عثمانیہ (کسی دوسری صورت میں)

مگر شرط یہ ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں تاجر کو اختیار ہوگا کہ کسی درآمد شدہ بائیسکل کی درج شدہ انتہائی قیمتوں میں قریب ترین بندرگاہ سے حقیقی اخراجات حمل و نقل کا اضافہ کرے جو اس پر واقعی برداشت کئے ہوں لیکن یہ اضافہ ۱۱ روپیہ ۰ آنے ۰ پائی سکہ عثمانیہ سے متجاوز نہ ہوگا۔

مزید شرط یہ ہے کہ کسی درآمد شدہ لیڈیز بائیسکل کی صورت میں تاجر کی عاید کردہ انتہائی قیمت، قیمت مذکورۃ الصدر سے بقدر ۱۱ روپیہ ۱۰ آنے ۰ پائی سکہ عثمانیہ زاید ہو سکے گی فقط

دستخط

منجانب معتمد رسد

گداگری

از

جناب ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب

گداگری کے معنی ہیں بھیک مانگنے کا پیشہ جیسے زرگری، آہن گری، سوداگری وغیرہ پیشے ہیں، اسی طرح گداگری بھی ایک پیشہ ہے۔ ہر ایک پیشے والا کچھ نہ کچھ بناتا یا سنوارتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ گداگر کیا بناتا یا سنوارتا ہے۔ پیسہ یا روٹی طلب کرتا ہے تو اس کے بدلے میں کیا خدمت پیش کرتا ہے۔ گداگری کا پیشہ تمام پیشوں سے الگ نوعیت کا ہے۔ دوسرے پیشوں کے ساتھ اس کی مناسبت تو ضرور ہے کہ یہ بھی ایک فن ہے۔ بغیر سیکھے سکھائے نہیں آتا اور بڑا وسیع فن ہے۔ اس میں کامل ہونے یا کامیاب ہونے کے لئے ماہر نفسیات ہونے کی ضرورت ہے۔ موقع شناسی، مردم شناسی، علامت شناسی، مستقلال، ثابت قدمی، ارادے کی پختگی درکار ہے اور جو ہر اس پیشے کے لئے دوسرے پیشوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ درکار ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ بیمار اور کمزور اور اپاہج لوگ ہی گداگر ہوتے ہیں لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے۔ گداگری کے لئے بہت اچھی صحت اور اچھی خوراک درکار ہے۔ صبح سے شام تک چلتی گاڑیوں کے پیچھے میلوں دوڑ دوڑ کر ایک ایک پیسہ وصول کرنا بڑی ہمت اور قوت کا کام ہے ہر وقت چوکنا رہنا، ہر ممکن موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دینا بڑی ہوشیاری کا طالب ہے پیچھے بھیک دوڑ کر گرتے گداگری کا یہ جرثیثے جہاں بیٹھے ہوئے اور جب سے

اس طبقے کے متعلق کوئی صحیح رائے قائم کرنے سے پیشتر یہ مناسب ہوگا کہ پہلے ذرا جائزہ لے لیں کہ بھکاریوں کی کتنی قسمیں ہیں۔ اور بھیک مانگنے کے کتنے وجوہ ہو سکتے ہیں۔ ہر قسم کا عمل اور ہر پیشہ کسی نہ کسی ضرورت سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ کن وجوہ سے کوئی شخص بھیک مانگنے پر آمادہ ہوتا ہے۔

پہلی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک شخص بیماری یا اور کسی وجہ سے لاچار اور بے کار ہو گیا ہے۔ کوشش کے باوجود بھی کچھ کما نہیں سکتا۔ زندہ رہنے کے لئے قوت لایموت درکار ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ بد قسمتی سے میں نان شبینہ کا محتاج ہوں اور دوسروں کے پاس وافر سامان موجود ہے، وہ اپنی نوع کے سامنے دست سوال دراز کرتا ہے۔ اس کو برا سمجھتا ہے۔ اسے شرم آتی ہے۔ لیکن مجبور ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت قابل رحم اور قابل امداد ہے تمام خلق عیال اللہ ہے۔ ایک انسان کا دوسرے انسان پر ایک عام حق ہے اس لئے ایسی صورت میں کسی کا کسی سے کچھ طلب کرنا گناہ نہیں اور کسی کا کسی کو کچھ دے دینا کچھ احسان نہیں اس لئے قرآن کریم نے فرمایا کہ فقراء اور مساکین کا تمہارے اوپر حق ہے کسی کسی جماعت کے پاس جو رزق یا سامان موجود ہے وہ جماعت کی مشترکہ کوششوں کی پیداوار ہے۔ اس لئے لازمی ہے کہ ایک جماعت اپنے تمام افراد کی کم از کم زندگی کی ضروریات مہیا کرے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص ایسے حالات میں مبتلا ہو جائے کہ اس کو آسانی سے کافی روزی میسر نہیں آتی اگر وہ نیک نیتی سے کام کاج کے ذریعے تلاش کرے اور ادنیٰ قسم کے کام اور مشقت کے کام کرنے پر بھی آمادہ ہو جائے تو اپنا اور گھر والوں کا پیٹ پال سکتا ہے لیکن وہ محنت سے گریز کرتا ہے اور آسان رستے تلاش کرتا ہے۔ تلاش رزق کے دو آسان رستے ہیں۔ ایک چوری اور دوسرے بھیک مانگنا۔ اپنے ماحول اور اپنی فطرت کی مناسبت سے ایسے حالات میں بعض لوگ چور بن جاتے ہیں اور بعض گدا۔ لیکن چوری کا یہ حال ہے کہ چوری کے سمندر میں موتی بھی ملتے ہیں۔ اور مگرمچھ بھی۔ کبھی غوطہ لگانے سے موتی مل گیا۔ اور کبھی غوطہ زن نہنگ قانون کے جبڑوں میں آگیا۔ کچھ ہمت کا شائبہ طبیعت میں موجود ہو تو لوگ چور یا ڈاکو ہو جاتے ہیں۔ اگر بے ہمتی طاری ہو تو گداگری زیادہ محفوظ طریقہ ہے۔

بدریا در منافع بے شمار است
وگر خواہی سلامت بر کنار است

کوئی خوددار شخص تنگ دستی میں چوری پر آمادہ ہوگا نہ گدائی پر۔ جب تک کوئی طریقہ بھی کسی قسم کی محنت سے اجرت حاصل کرنے کا باقی ہے وہ اس کے لئے تیار رہے گا

امیر عبدالرحمٰن خان شاہ افغانستان کی زندگی عجیب و غریب حوادث اور انقلابات میں گذری۔ ایک زمانہ اس پر ایسا بھی گذرا جب وہ اپنی اصل حیثیت کو چھپا کر افغانستان اور روس کے علاقوں میں مارا مارا پھرتا تھا۔ نہ اس کے پاس کوئی سامان تھا نہ یار و مددگار۔ بڑی مصیبتیں جھیلنے کے بعد قسمت نے پلٹا کھایا تو وہ تخت کابل پر متمکن ہوا۔ وہ بادشاہ بھی تھا سپہ سالار بھی اور قاضی بھی۔ روزانہ دربار میں خود مقدمات کا فیصلہ کرتا تھا ایک روز ایک مجرم پیش ہوا جو چوری میں پکڑا گیا تھا۔ امیر نے دریافت کیا کہ تم نے چوری کیوں کی؟ اس نے جواب دیا کہ مجھ کو مرنا تھا پیٹ سے مجبور ہو کر چوری کی۔ امیر نے کہا کہ عذر ناقابل قبول ہے۔ بھوک فقط بد اخلاق آدمی ہی کو چوری پر مجبور کر سکتی ہے۔ مجھ پر افغانستان کے موسم سرما میں ایک زمانہ ایسا آیا کہ میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں تھا۔ سامان میں فقط ایک قیمتی لحاف باقی رہ گیا تھا اگر اس کو بیچ دیتا تو شدید سردی سے ٹھٹھر جانے کا اندیشہ تھا لیکن میں نے اس مصیبت کو قبول کیا اور وہ لحاف ایک سوداگر کے پاس چند روپوں میں گرو رکھ دیا۔ یہ پیسہ بھی ختم ہو گیا تو پھر روٹی کی فکر دامن گیر ہوئی لیکن میرا ضمیر نہ چوری کی طرف مائل ہوا اور نہ گداگری کی طرف۔ میں نے دیکھا کہ ایک جگہ عمارت بن رہی ہے۔ میں مزدوروں میں شامل ہو گیا تمام دن اینٹ اور پتھر اپنی پیٹھ پر لاد لاد کر حلال کی روزی مہیا کرتا تھا اور خدا کا شکر کرتا تھا۔ بھوک صرف رذیل انسان کو چوری یا گدائی پر آمادہ کرتی ہے یہ کہنے کے بعد حکم دیا کہ اس پر حد جاری کی جائے۔

رسول کریم کی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں سوالی بن کر حاضر ہوا۔ اور محتاجی کی بنا پر بطور گدا کچھ طلب کیا۔ آنحضرت نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ بھی سامان نہیں اس نے کہا کہ ایک چمڑے کا ٹکڑا ہے۔ فرمایا کہ وہ لے آؤ۔ وہ لے آیا تو فرمایا کہ اس کو فروخت کر کے ایک کلہاڑی خرید لاؤ اور جنگل سے لکڑی کاٹ کر شہر میں فروخت کرو۔ پھر کچھ روز کے بعد میرے پاس آنا اس نے ایسا ہی کیا۔ کچھ روز کے بعد آیا تو

آ گیا حضرت نے دریافت فرمایا کہ کیا حال ہے
اس نے جواب دیا کہ خدا کا شکر ہے محنت
کی روزی میسر آتی ہے اور میں گداگری کی
ذلت سے بچ گیا ہوں۔

اول تو سوال کرنا خودداری کے منافی ہے اور دوسرے بوقت احتیاج بھی سوال کرنے کو عادت بنا لینے پر خطرہ یہ ہے کہ رفتہ رفتہ سائل کو چسکا پڑ جاتا ہے اور وہ سمجھنے لگتا ہے کہ بغیر مشقت اور محنت کے محض سوال کرنے سے اچھی خاصی روزی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد وہ پیشہ ور گداگر ہو جاتا ہے اور کسی کام کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔

گداگری کا ایک اہم سبب غلط قسم کی ذہنیت ہے۔ اسلام سے قبل تقریباً تمام مذاہب میں رہبانیت کو اعلیٰ درجے کی روحانیت تصور کیا جاتا تھا۔ دنیا اور اس کے کاروبار ذلیل تصور ہوتے تھے جو شخص کام نہ کرے اور مذہب کو پیشہ بنا لے وہ روحانی اعتبار سے بہت برگزیدہ شمار ہوتا تھا۔ جماعت کا فرض تھا کہ وہ ان نکھٹو دین داروں کی ضروریات کو پورا کرے۔ عیسائی راہب بودھ بھکشو اور ہندوستانی سادھو اسی نظریہ سے پیدا ہوئے۔ ان میں سے اکثروں نے اپنا دین دھرم بھی خراب کر دیا۔ اور سوسائٹی میں نکموں کا اضافہ بھی کیا۔

اسلام نے واضح طور پر اس کے خلاف تعلیم دی۔ لیکن پہلی تہذیبوں کے اثرات سے مسلمانوں میں بھی کثیر تعداد مذہبی گداگروں کی پیدا ہو گئی۔ ہندوستان میں سادھوؤں اور فقیروں کی تعداد تیس چالیس لاکھ سے کم نہ ہوگی جب کبھی ان کے انسداد کا مسئلہ پیش ہوتا ہے تو غلط قسم کی ذہنیت آڑے آتی ہے اور حکومت اگر چاہے بھی تو لوگوں کے مذہبی جذبات کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی اہم اقدام نہیں کر سکتی۔ اس قسم کی ذہنیت سے گداگری کی بڑی ہمت افزائی ہوتی ہے ضعیف الاعتقاد لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ فقیر یا سادھو کا سوال رد کیا تو بڑی آفت آ جائے گی۔ اسی لئے مانگنے والا اس ڈر سے لگتا ہے کہ نادہند مقروض سے اپنا قرض واپس لینا چاہتا ہے۔ ہندوستان میں قدیم زمانے سے ایک دستور چلا آتا ہے کہ سادھو دھرنا دے کر بیٹھ جاتا ہے یہ گویا ستیہ گرہ تقاضا مُبرم ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تک میرا سوال پورا نہیں کیا جائے گا میں اس دروازہ سے نہیں ہلوں گا۔ بھوکا اور پیاسا مر جاؤں گا۔ سردی میں ٹھنڈا ہو جاؤں گا۔ اگر میں مر گیا تو نہ دینے والا خود اور اس کے اہل و عیال کئی جنموں تک اس پاپ کی پاداش بھگتتے رہیں گے یہ سادھو بڑا ستیاگرہی ہوتا ہے۔ سیاسی اغراض کے حصول کے لئے عدم تشدد کے ساتھ ستیاگرہ کے طریقہ اسی قدیم رسم سے اخذ کردہ ہے۔ کوئی سیاسی لیڈر اس کا موجد نہیں۔ نئی بات صرف اتنی ہے کہ اس کو سیاسی گداگری میں استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اس فن کے ماہرین اور کاملین گداگروں کے طبقے میں ملتے ہیں۔ یہ لوگ دنیا کو ترک کر کے دنیا داروں سے زیادہ مزے کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ تمام ملک میں ریلوں میں مفت سفر کرتے ہیں۔ آج تک کبھی کسی سادھو نے ٹکٹ نہیں خریدا۔ جہاں کسی چیک کرنے والے نے اعتراض کیا اور سخت سست کہا وہیں اگلے اسٹیشن پر اتر گئے اور بعد میں آنے والی ریل میں سوار ہو گئے۔ بعض ٹکٹ چیک کرنے والے ان سے چشم پوشی بھی کرتے ہیں اور سرکاری آمدنی کو نقصان پہنچا کر ثواب کماتے ہیں۔ میں ایک مرتبہ رات کے وقت ہندوستان کے کسی اسٹیشن سے سوار ہوا۔ ڈبہ خالی تھا میں خوش ہوا کہ تنہائی میں سوؤں گا۔ بستر اوپر تختہ پر بچھا دیا جب ٹرنک اوپر تختہ کے نیچے دھکیلنے لگا تو اس کو کسی چیز سے ٹھوکر لگی اور ایک انسان کی آواز نکلی۔ دیکھا تو برتھ کے نیچے ایک سادھو چھپ کر اس انداز سے لیٹا ہے کہ کسی شخص کا وہم و گمان بھی اس کی طرف نہیں جا سکتا ٹرنک سے ٹھوکر کھا کر وہ اٹھا اور اپنے تارک الدنیا ہونے کا ہم پر احسان جتا کر اتر گیا۔

لیکن اس امر کو فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ گداگری کے بارے میں تمام تر قصور ان افراد کا نہیں ہے جو گداگری کرتے ہیں۔ اس کی بہت کچھ ذمہ داری جماعت کے معاشی نظام پر بھی عاید ہوتی ہے۔ اگر جماعت کا معاشی نظام اس قسم کا ہے کہ اس میں بیماروں ناداروں اور بے کاروں کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں تو اس کے اندر گداگری کا موجود ہونا لازمی ہے۔ اکثر مغربی ممالک میں گداگری جرم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بیماروں کی دیکھ بھال کا بڑے وسیع پیمانے پر انتظام ہے۔ اگر کسی شخص کو وقتی کوئی کام نہیں مل سکتا تو اس کو مملکت کی طرف سے قوت لایموت ملتی ہے۔ جہاں پر بیماروں اور بیکاروں کی اتنی کثیر تعداد ہو جتنی ہندوستان جنت نشان میں ہے۔ جن کے متعلق مملکت کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتی اور معاشی نظام میں کوئی اساسی تبدیلی کرنے پر تیار نہیں۔ وہاں لاکھوں گداگروں کا موجود ہونا کونسی تعجب کی بات ہے بعض مغربی ممالک میں بھی جہاں کا نظام سرمایہ داری کا نظام ہے۔ گداگری مختلف قسم کے بھیس بدل کر موجود رہتی ہے۔ لندن میں جا بجا ایسے بڈھے بڑھیاں پائے جاتے ہیں جو سر بازار دیا سلائیوں کے بکس سامنے رکھ کر بیٹھے ہیں۔ ہر راہگیر کو معلوم ہے کہ یہ بھیک مانگ رہے ہیں لیکن پولیس ان کو منع نہیں کر سکتی۔ اس لئے کہ وہ بظاہر کچھ فروخت کر رہے ہیں۔ خیرات کرنے والے ان سے دیا سلائی کا بکس لے کر زائد قیمت دے دیتے ہیں۔ میں نے ایک اسی قسم کے دیا سلائی بیچنے والے کو کچھ پیسے دیئے اور کہا کہ یہ لو مگر میں دیا سلائی نہیں لیتا۔ اس نے اصرار کیا کہ تم کو دیا سلائی لینا پڑے گی ورنہ اپنے پیسے واپس لے لو۔

گداگری کے جرم کے باوجود مغربی ممالک میں بھی بعض گداگر بڑے صاحب فن ہوتے ہیں۔ اور اس پیشے سے بڑی بڑی دولتیں جمع کر لیتے ہیں۔ کوئی دس سال قبل کا واقعہ ہے میں پیرس میں ایک ڈنر میں مدعو تھا۔ میزبان ایک انگریزی شہزادی تھیں جن کو اسلام سے دلچسپی تھی۔ اسی واسطے میں اس ڈنر میں شریک ہوا۔ وہاں گداگری کا ذکر چھڑا تو ایک اعلیٰ طبقے کی انگریزی خاتون نے اپنا ایک قصہ بیان کیا وہ فرمانے لگیں کہ پیرس کی ایک محفل میں گداگری پر گفتگو ہوئی۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ ان کی حالت بڑی قابل رحم ہوتی ہے۔ بعض نے اس کے برخلاف کہا کہ گداگری بڑا منفعت بخش پیشہ ہے اور اس میں بڑی آمدنی ہوتی ہے۔ اس خاتون نے فرمایا کہ خود میری بھی یہی رائے تھی کہ یہ لوگ خوب کماتے ہیں۔ بعض سننے والوں نے کہا کہ ایک روز گداگری کر کے دیکھو تو پتہ چل جائے گا کہ کس ذلت اور مصیبت سے روکھی سوکھی روٹی ملتی ہے۔ میں اس تجربہ پر آمادہ ہو گئی۔ گھر کی صفائی کرنے والی نوکرانی سے میلے پھٹے پرانے کپڑے پہن لئے اور شانز لی زے میں جو پیرس کی بہترین سیرگاہ ہے ایک ہوٹل کے سامنے کھڑی ہو گئی اور صبح سے شام تک ایک ہی فقرہ دہراتی رہی کہ اللہ کے نام پر کچھ دو۔ وقتاً فوقتاً پولیس والے مجھ کو دیکھ کر

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

مجلس اغذیہ کے غیر سرکاری ارکان کا دورہ

عوام کو واقف ہونا چاہئیے کہ سرکار عالی نے بمشورت سرکاری مشاورتی مجلس اغذیہ ایک علحدہ کمیٹی سرپرستی کیلئے مقرر فرمائی ہے تاکہ ہر ضلع میں دورہ کرکے انتظامات رسد و تعمیل احکام نگرانی اجناس کی تعمیل کے بارہ میں عہدہ داران دیہی، مرضع کمیٹی، لوکل یونٹ، گرداوران مال، انسپکٹران رسد و نظامت چنگی اسکواڈ، ملازمین کارپوریشن اور دیگر ملازمین عہدہ داران سررشتہ پولیس مال و رسد کے خلاف رعایا کی حقیقی شکایات معلوم کرے اور تعمیل احکام سرکار میں اگر کوئی بد عنوانی ظاہر ہو تو اس کے بارے میں سرکار میں رپورٹ پیش کرے۔

ملاحظہ کیا جائے کہ کمیٹی مولوی عبدالکریم صاحب نقی وکیل ایڈوکیٹ اور پنڈت مادھو راؤ صاحب وکیل اڈوکیٹ ہائیکورٹ پر مشتمل ہے جناب مولوی محمد عبدالمجید خانصاحب تعلقدار گلبرگہ شریف کے ہمراہ ضلع رائچور کے دورہ پر روانہ ہورہی ہے جس دورہ کا پروگرام حسب ذیل ہے :-

پروگرام دورہ

تاریخ دورہ	مقام روانگی	مقام قیام	مواضعات معاینہ شدنی
۱۶ فروردی دو شنبہ و سہ شنبہ	گلبرگہ	رائچور	
۱۷ ,, ,, یکشنبہ	رائچور	مانوی	اسکی ہال۔ سکلور۔ ہنگلی
۱۸ ,, ,, دوشنبہ	مانوی	سندھنور	برہان پور۔ سندی ہال۔ ہیرونگل پوتن ہال
۱۹ ,, ,, سہ شنبہ	سندھنور	گنگاوتی	سنگانگی۔ سدا پور۔ گرشنا پور۔
۲۰ ,, ,, چہارشنبہ	گنگاوتی	کشٹگی	نوہال۔ سیرور۔ سوی کل۔ کناکگری۔ ہیلا پور۔ ماور۔ تول ہال۔
۲۱ ,, ,, پنجشنبہ	کشٹگی	لنگسگور	نار نہال۔ آنوری۔ تاور۔ نالا پور۔ سنگلی ہال
۲۲ ,, ,, جمعہ	لنگسگور	رائچور	گوپی گڑہ۔ جامن کلور۔ سنور۔ جین گڑہ۔ جو بیتنگی۔ تول کول۔ دیتور
۲۳ ,, ,, شنبہ	رائچور	دیودرگ	سلطان پور۔ گیور۔ شکیوہال۔ سکاکرنگی مسرکل
۲۴ ,, ,, یکشنبہ	دیودرگ	رائچور	واپسی در مقام رائچور
۲۵ ,, ,, دوشنبہ	رائچور	گلبرگہ	واپسی مستقر گلبرگہ۔

متعلقات متذکرہ صدر کی رعایا سے محکمہ رسد متوقع ہے کہ وہ امور مندرجہ صدر کے بارے میں ملازمین و عہدہ داران متعلقہ کے خلاف کوئی شکایات ہوں تو کمیٹی کے روبرو زبانی یا تحریری پیش کرے۔ ایسے بیانات اور تحریرات بصیغہ راز رکھے جائینگے۔ اور شاکیوں کے خلاف ان تحریرات اور بیانات کو استعمال نہیں کیا جائیگا۔ کمیٹی کے روبرو جو شہادت پیش کی جائے گی وہ راز میں رکھی جائیگی۔ فقط

اعلان

اعلانات ان (الم) مورخہ ۱۹ فروردی ۱۳۵۳ف کے ذریعہ گوسفندوں اور بھیڑوں کی بلا اجازت برآمد ممنوع قرار دیگئی تھی اور اعلان کیا گیا تھا کہ اگر کوئی شخص اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو اسکو قید کی سزا دیجائیگی جس کی میعاد تین سال تک ہوسکے گی یا اسپر جرمانہ ہوسکے گا یا دونوں سزائیں دیجاسکیگی اور عدالت عالیہ کنندہ پر لازم ہوگا کہ ایسے مویشی گوسفندوں اور بھیڑوں کو جن کے متعلق اسکو اطمینان ہو کہ خلاف ورزی ہوئی ہے بحق سرکار ضبط کرلئے جانیکی تجویز کرے۔

محکمہ رسد کو اطلاع ملی ہے کہ اس امتناعیت کے باوجود بعض سرحدی اضلاع سے خفیہ طور پر ان جانوروں کو بیرون ممالک محروسہ برآمد کیا جارہا ہے جس کے سد باب کے لئے محکمہ جات مال، کوتوالی، کروڑگیری اور خفیہ پولیس کو بطور خاص لکھا گیا ہے

ذریعہ ہذا اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص گوسفندوں اور بھیڑوں کی خفیہ برآمدات سے متعلق بروقت مخبری کرکے خاطیوں کو معہ برآمد شدنی مال کے گرفتار کرادے تو ایسے مخبرین کو فی جانور چار روپیہ بطور انعام منجانب سرکار عطا کئے جائینگے۔ جس میں ایک روپیہ بطور چالان اور تین روپیہ مقدمہ کے فیصلہ کے بعد ادا کردئے جائیں گے۔

بقیہ صفحہ (۹)

گداگری

لیا جاتے تھے۔ میں چند قدم دور جاکر کھڑی ہو جاتی تھی۔ کسی نے ایک ایک آنہ بھیک دیا کسی نے دو، کسی نے پانچ پیسے دئے اور بعض امریکن سیاحوں نے دس دس آنے بھیک بھی دے۔ رات کو گھر واپس آکر پوری رقم گنی تو گیارہ روپے بھیک ملی۔ میں نے معزز اخبار کو دکھایا اور وہ رقم جو ایک روز کی کمائی تھی ان کے سامنے رکھ دی وہ حیران رہ گئے اور بعض مسخر کرنے لگے کہ شاید تمہاری صورت کی قیمت بھی اس میں داخل ہے۔ یہ بڑا عجیب و غریب تجربہ تھا۔ اس خاتون نے بیان کیا کہ میں نے جیب خرچ کر کے یہ تمام رقم غربا اور مساکین میں تقسیم کر دی۔

ہم تو اس قصہ سے [illegible] گداگری کا جو اخلاقی اور معاشی بیماریوں سے ہے جس کا علاج یہ موجود ہو آکی معاشرت [illegible] کہتے ہیں کہ روس والے کوشش کر کے گداگری کا کامل انسداد کر رہے ہیں۔ [illegible] روس ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں کسی رنگ میں کوئی شخص گداگری نہیں کرتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ گداگری کے جتنے اسباب ہو سکتے ہیں وہ سب دور کر دئے گئے ہیں۔ ایسا حالانکہ مذہبی تفریق ہو سکتی ہے نہ معاشی تفریق۔ نوع انسان کا ایک بڑا گروہ اس ذلت سے بچ گیا ہے لیکن جس طرح سے ہمیں نا جائز طلب منفعت کرنے والے طبقے موجود ہوں گے جو مملکت کی تمام پیداوار کو لیکر آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ گداگری کا انسداد نہیں ہو سکتا جو بلغلین قانون کے ذریعے ان لوگوں کو پابند کر کے سامان مہیا کرنے اور پیداوار کے سامان مسرت پیدا کرنے میں مصروف رکھے۔

ان سے جب گداگری جیسی ذلت کے دور کرنے کے لئے کہا جائے تو اکثر یہ جواب ملتا ہے کہ اس میں بڑا روپیہ خرچ ہوگا جس کی مملکت متحمل نہیں ہو سکتی۔ میں کہوں گا کہ سب سے زیادہ گداگر ہندوستان میں ملتے ہیں جس کے اسباب میں ابھی بیان کر چکا ہوں۔ اگر گداگری مذہب کا لازمی جزو سمجھا جائے۔ اور ہندوستان اس قسم کے مذہب پرست اہریں سے قائم رہے تو اس مرض کا کوئی علاج نہیں لیکن اگر اس کو ایک معاشی اور اخلاقی مسئلہ تصور کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ قوم کی توجہ سے اس کا خاطر خواہ علاج نہ ہو سکے۔ اب تو یہ حال ہے کہ ایک ایک موٹر نشین کے گرد پانچ پانچ سات سات خبیث بیماریوں میں مبتلا ہو کر بھیک مانگنے جمع ہو جاتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ سب کام چھوڑ کر پہلے ہم سے نبٹ لو۔ وہ معذور لولے لنگڑے دامن پکڑنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ معلوم نہیں کتنے جراثیم ان کی وجہ سے روزانہ امرا کے طبقے میں منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ بہت سے یتیم خانے ایسے ہیں جو یتیموں کو بھیک مانگنا سکھاتے ہیں۔ اس کا نام چندہ وصول کرنا ہے وہ دروازوں پر اگرچہ فقیروں اور گداؤں کی قسم کے آوازے لگاتے ہیں مگر گانا گاتے ہیں ایسے یتیم خانے چلانے والے ثواب کی بجائے عذاب کے مستوجب ہیں۔ بچوں کو گداگری کا ایسا فن سکھاتے اور ایسا چسکا لگاتے ہیں وہ تمام عمر کوئی اور کام نہیں کرینگے۔

اعلان

شہر حیدرآباد میں دودھ کی پیداوار کو فروغ دینے اور اسکی قیمتوں کو قابو میں لانیکی خاطر حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ تاجران جنہیں کاٹھیاواڑ، مدراس اور صوبہ متحدہ کو بنولہ برآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے شرائط ذیل کے مطابق مرکزی انجمن تجارت امداد باہمی حیدرآباد کو بحساب (۱۸) روپیہ فی پلہ الف۔ او۔ آر۔ حیدرآباد نئی فصل کا ایسا بنولہ فراہم کریں جو بالعموم دودھ دینے والے جانوروں کو کھلایا جاتا ہے :-

(۱) کاٹھیاواڑ کو بنولہ برآمد کرنے والے تاجر اسی مقدار میں بنولہ فراہم کریں جس کی برآمد کی انہیں اجازت دی گئی ہے۔ اس مقدار کے منجملہ نصف مقدار اندرون دو ہفتہ اور بقیہ بعد داخل کریں۔ مال کے ساتھ باردانہ بھی داخل کیا جائے جو مال کے فروخت ہونے کے بعد انہیں واپس کر دیا جائے گا۔

(۲) مدراس کو بنولہ برآمد کرنے والے تاجر برآمد شدنی مقدار کی ایک ربع مقدار بشرائط مصرحہ بالا مرکزی انجمن تجارت امداد باہمی حیدرآباد کے ہاتھ فروخت کریں۔ مدراس کے اجازت ناموں کی فہرست شائع ہونے کے تین ہفتوں کے اندر یہ بنولہ داخل ہو جانا چاہئے۔

(۳) صوبہ متحدہ کے برآمد کنندگان اپنی غیر برآمد شدہ مقدار کا چہارم حصہ ایک مہینے کے اندر انجمن مذکور کے ہاتھ انہیں شرائط پر فروخت کریں۔

(۴) اسی طرح جوناگڑھ اور دیگر ریاست ہائے کاٹھیاواڑ کے برآمد کنندگان بھی جنہیں سال گذشتہ کے اسٹاک کے برآمد کی اجازت دی گئی تھی اپنی برآمد شدنی مقدار کی نصف مقدار اندرون ایک ماہ فراہم کریں۔ اگر اس کی تکمیل اندرون مدت معینہ نہ کی جائے تو تمام اجازت نامے منسوخ کئے جائیں گے۔ اور آئندہ کوئی لحاظ نہ ہوگا۔

(۵) ویگنوں کی سپلائی کے لئے محکمہ ریلوے کو لکھ دیا گیا ہے اگر تاجروں کو اس خصوص میں کوئی دقت محسوس ہو تو وہ چیف ٹرانسپورٹ افسر صاحب کارپوریشن سے امداد حاصل کر سکتے ہیں۔

(۶) بجز اجازت نامہ جات نمبر (۶۹۱ - ۶۹۲ - ۵۱۰۱ تا ۵۱۸۰) جو پیاز کی درآمد کے عوض میں دئے گئے تھے۔ باقی تمام اجازت نامہ جات جو ۱۵ اردی بہشت ۱۳۵۵ف سے قبل جاری کئے گئے منسوخ سمجھے جائیں۔ ان منسوخ شدہ اجازت نامہ جات کی تجدید اسی صورت میں کی جائے گی کہ تاجران متعلقہ مرکزی انجمن تجارت امداد باہمی کو اعلان ہذا کے تحت بنولہ فراہم کریں۔

اشتہار

واسطے ظاہر کرنے وجوہ اس امر کے کیوں نہ گرفتاری کا پروانہ جاری کیا جائے حسب دفعہ ۲۹۶ ضابطہ دیوانی مرتبہ عدالت منصفی متعلقہ رسلہ ضلع کریمنگر واقع ۲۶ اردی بہشت ۱۳۵۵ف

نمبر مقدمہ ۳۷/۲ بابتہ ۱۳۵۵ف باجلاس خالد عبدالرحیم بیرسٹرایٹ لا منصف رسلہ

پولاس راجیا ڈگریدار بنام منگلہ رام کشٹیا مدیون — دعویٰ اجرائی ڈگری

بنام منگلا رام کشٹیا ولد سدا شنم قوم زرگر عمر ۴۰ سالہ پیشہ ذاتی ساکن ویلاساگر تعلقہ رسلہ۔

چونکہ ڈگریدار نے درخواست اس امر کی گزرانی ہے کہ مقدمہ ۵۰/۳۲ ف کی ڈگری کی تعمیل بذریعہ گرفتاری اور قید تمہارے عمل میں آئے۔ لہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس عدالت میں بتاریخ ۹ خورداد ۱۳۵۵ف یوم پنجشنبہ بوقت ۱ بجے حاضر ہو کر وجہ ظاہر کرو کہ بہ تعمیل ڈگری مذکور تم محبس دیوانی میں قید نہ رکھے جاؤ۔

آج بتاریخ ۲۰ اردی بہشت ۱۳۵۵ف میری دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔

شرحہ دستخط سررشتہ دار عدالت

اشتہار

حاضری مدعیٰ علیہ مرتبہ عدالت ضلع ناندیڑ واقع ۲۷ اردی بہشت ۱۳۵۵ف

نمبر مقدمہ ۲۹/۲ ۱۳۵۵ف

باجلاس مولوی غازی الدین احمد ناظم عدالت ضلع ناندیڑ

غلام محمد مدعی بنام نسیم النساء بی وغیرہ مدعیٰ علیہ۔ دعویٰ طلب زوجہ

بنام نسیم النساء بی زوجہ غلام محمد قوم مسلمان عمرہ ۲۰ سالہ پیشہ خانہ داری ساکن انجنی تعلقہ گلاب بی زوجہ چاند صاحب عمرہ ۴۰ سالہ پیشہ ۔ ساکن صدر۔ شیخ فرید قوم مسلمان عمر ۵۰ سالہ پیشہ ملازمت پولیس ساکن صدر۔

واضح ہو کہ مقدمہ ہذا میں متعدد مرتبہ سمن حاضری و جوابدہی تمہارے نام جاری ہوئے لیکن تعمیل نہیں ہوئی مدعی کا بیان ہے کہ تم تعمیل سے گریز کر رہے ہو اشتہار حاضری جاری کیا جائے لہذا حسب درخواست مدعی اشتہار ہذا جاری کیا جا کر مطلع کیا جاتا ہے کہ عدالت ہذا میں بتاریخ ۱۱ خورداد ۱۳۵۵ف حاضر ہو کر جواب دہی مقدمہ ہذا کی کرو بصورت غیر حاضری حسب ضابطہ کارروائی کی جائے گی۔ فقط

شرحہ دستخط سررشتہ دار عدالت

اشتہار

حاضری طرف ثانیان مرتبہ عدالت نظامت ضلع بیڑ ۳۹/۲ ۴۵ف

باجلاس پنڈت سرنواس راؤ بی اے ایل ایل بی ناظم ضلع بیڑ

ستیا رام بنام مرلیدھر — نوعیت عذرداری تحت دفعہ ۲۷۵ ضابطہ دیوانی۔

بنام سفور علی ولد قاسم علی صاحب قوم اہل اسلام عمرہ ۴۵ سالہ پیشہ متعلم پولیس اسٹیشن ہنور ساکن خندبار تعلقہ ناندیڑ۔

درینصورت مقدمہ عنوان تمہارے نام متعدد مرتبہ نوٹس بغرض حاضر عدالت ہذا سے جاری ہوئی لیکن وہ بلا تعمیل واپس نہیں ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ تعمیل سمن میں تم گریز کر رہے ہو۔ لہذا بذریعہ اشتہار ہذا تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم بتاریخ ۱۲ خورداد ۱۳۵۵ف وقت ۱ بجے حاضر عدالت ہو کر مقدمہ کی پیروی اصالتاً یا وکالتاً کرو بصورت عدم حاضری حسب ضابطہ کارروائی ہوگی پھر کوئی عذر مسموع نہ ہوگا فقط آج بتاریخ ۱۹ اردی بہشت ۱۳۵۵ف میری دستخط و مہر عدالت سے جاری کیا گیا فقط

شرحہ دستخط ناظم عدالت۔
